سلسلہ نمبر (۴)

ٹرکی میں عیسائیوں کی حالت

مترجمہ

ابوالاعلیٰ مودودی

دارالاشاعت سیاسیاتِ شرقیہ دہلی

۱۹۲۷ء

دیباچہ

یہ رسالہ دراصل یورپ کے لئے لکھا گیا تھا۔ یورپ کے لوگوں کو ارمنوں، یونانیوں اور خود یورپ کے وسیلہ کاران سیاست نے جھوٹے قصوں، ناولوں، رسالوں، اخباروں، تقریروں اور دوسرے تبلیغی ذرائع سے ترکوں کے خلاف ابھار کر جسقدر انہیں نقصان پہنچائے ہیں انکی تلافی کے اور طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انکو اصل حقیقت سے آگاہ کیا جائے اور وہ حقائق وحقائق ان کے سامنے رکھکر ان کو بتلادیا جائے کہ ٹرکی محکوم اقوام کے معاملہ میں تو خود یورپ سے بدرجہا زیادہ روادار، منصف، اور کریم ہے

مگر میں نے اسکو اردو میں ترجمہ کرنیکی اسلئے ضرورت محسوس کی کہ خود ہندوستان میں بعض لوگ ترکوں کے خلاف جھوٹے قصے اور غلط خبریں پھیلاتے ہیں اور انکو ظالم، متعصب اور سخت گیر مشہور کرتے ہیں جو کمزور طبیعت کے ہوتے ہیں وہ ان خبروں کو سچ مان لیتے ہیں اور ترکوں کے مخالف ہوجاتے ہیں اور جو مضبوط طبیعت کے ہوتے ہیں وہ اگرچہ ان کو سچ تو نہیں مانتے مگر چونکہ خود انکو حقیقت کا علم نہیں ہوتا اسلئے یا تو خاموش ہوجاتے ہیں اور یا مذبذب۔ اسکے علاوہ اس سے ایک اور بھی فائدہ ہے ہندوستان عرصہ سے پراونشل اٹانومی طلب کر رہا ہے مگر دنیا کی سب سے زیادہ "مہذب" حکومت اس بیسویں صدی میں اسکو دینے سے انکار کرتی ہے حالانکہ ترکوں نے صدیوں سے ہر غیر مسلم قوم کو ایک طرح کی مکمل اٹانومی عطا کر رکھی ہے مسلمانان ہند بارہا کوشش کرچکے ہیں کہ انکو شیخ الاسلام منتخب کرنے اور اپنے مذہبی معاملات خود اپنے شرعی محاکم میں طے کرنیکا اختیار دیا جائے مگر دنیا کی سب سے بڑی "علمدار حق وانصاف" حکومت باوجود گذشتہ عہدناموں میں اسکا وعدہ کرلینے کے اس حق کے دینے سے احتراز کرتی ہے، حالانکہ ترکوں کی "تاریک" غیر متمدن اور "بربرانہ" حکومت میں ۵ صدیوں سے غیر مسلم اقوام کو یہ حق حاصل ہے، ہندوستان میں قومی پنچایتیں قائم کرنا اور قومی مدارس کھولنا حکومت سے قطع تعلق کا ایک اہم جز سمجھا جاتا ہے مگر ترکوں کی "بدترین استبدادی حکومت" میں غیر مسلموں کے لئے یہ صدیوں سے عطا کیا ہوا حق ہے،

قارئین کرام اس چھوٹے سے رسالہ میں ایسی بہت سی باتیں پائیں گے

"مترجم"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

تمام وہ پرانی نسلیں، قدیم مذاہب اور مختلف العقیدہ و مختلف الجنس اقوام جو کسی دوسری سلطنت میں ایک جگہ جمع نہیں ہیں، سلطان کی پرامن حکومت میں ایک دوسرے کے ساتھ ملکر رہتی ہیں، ایک طرف بت پرست حبشی اور بوہیمی ہیں، دوسری طرف آفتاب کو پوجنے والے کلدانی ہیں، کہیں یزیدی رہتے ہیں جنکا مذہب زیادہ تر زرتشت سے ماخوذ ہے اور کہیں دروسی ہیں جو نہ پورے مسلمان ہیں اور نہ پورے عیسائی۔ اسی طرح مختلف الجنس اقوام ہیں کہ ارمنی یونانی، اسرائیلی، عرب، کرد، بلغاری، قبطی، سب ایک دوسرے کے ہمسایہ بستے ہیں، ہر شخص ان میں کا آزاد ہے، مذہب میں، تعلیم میں، لباس میں، رسم و رواج میں کسی چیز میں حکومت کی طرف سے مداخلت نہیں ہوتی، شہروں میں مختلف قوموں، مذہبوں اور ان کے ایک دوسرے سے جدا لباسوں اور رواجوں کا عجیب دلچسپ نظارہ دیکھنے میں آتا ہے، دنیا کا کوئی شہر آبادی کے تنوع کے اعتبار سے قسطنطنیہ پر سبقت نہیں لیجا سکتا، اور یہی حال اندرون ملک کا ہے، دنیا میں جس قوم یا جس مذہب کے لئے دوسرے ممالک میں سانس لینا مشکل ہو گیا تھا اس نے صرف ٹرکی میں اپنے لئے امن اور سلامتی کو پایا اور یہیں پناہ لی، یہودی کیتھولک کلیسائی وغیرہ یورپ سے بھاگ کر یہیں پناہ گزیں ہوئے، اسی نظارہ کو دیکھ کر لیڈی بلنر لکھتے ہیں کہ

"جہانتک آزادی ضمیر کا تعلق ہے، میں یہ کہتا ہوں کہ ٹرکی میں جس قدر مذہبی آزادی اور بے تعصبی ہے، مشکل کسی عیسائی سلطنت میں ہوگی"

ترکوں نے صرف اسی حد تک نہیں کیا کہ غیر مسلموں کو ہر قسم کی آزادی عطا کر دی، بلکہ اس سے بڑھ کر انہوں نے یہ کیا کہ ہر قوم کو اپنا جدا قومی نظام قائم کرنے دیا، اور ان کو ایسی اجتماعی آزادیاں بخشدیں جو ایک سلطنت کی خود مختاری کے قطعاً منافی ہیں، اسی طرح انہوں نے غیر ملکی باشندوں کو ایسے امتیازات عطا کئے جو آجتک کسی حکمراں قوم نے دوسری قوم کو نہیں دئے ہیں، اور یہ سب کچھ انہوں نے اس زمانہ میں کیا جبکہ دنیا کی کوئی سلطنت ان سے زیادہ قوی نہ تھی، اور "اقلیتوں" کا سوال اٹھانے کی کسی کو جرات تو کیا کسی کے دل میں تصور بھی نہیں آسکتا تھا۔ امتیازات کا ذکر اس مختصر رسالہ کے موضوع سے باہر ہے اس لئے ہم صرف ان سیاسی، تمدنی اور مذہبی مراعات سے بحث کرینگے جو ٹرکی میں عیسائی رعایا کو حاصل ہیں۔

ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں اور آئندہ صفحات میں اسکو ثابت کر دینگے کہ ٹرکی میں عیسائی باشندے بادی حیثیت سے اس قدر خوش حال اور قانون کی رو سے اس قدر آزاد ہیں کہ اتنی خوشحالی اور آزادی خود ترکوں کو بھی حاصل نہیں، انکو حکومت کی طرف سے ایسی آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہبی سرداروں کے ماتحت اپنا اندرونی انتظام خود کرتے ہیں، ایڈمنڈ انگلہارٹ سابق سفیر فرانس متعینہ قسطنطنیہ اس کے متعلق لکھتا ہے:

"جو رعایت اور خاص حقوق عیسائی باشندوں کو سلطنت میں حاصل ہیں وہ خالص مذہبی ہیں اور مذہبی آزادی کی حیرت انگیز مثال پیش کرتے ہیں، تمام اقوام کو نہایت وسیع ملکی حقوق حاصل ہیں، اور ایک طرح سے انہیں اپنی اندرونی اور عائلی زندگی میں ایسی خود مختاری حاصل ہے جو کسی دوسری سلطنت نے اپنی رعایا کو عطا نہیں کی"، ۱۸۵۶ء میں عہد نامہ پیرس کے مبادیات طے کرنے کے لئے جو کمیشن قسطنطنیہ گیا تھا، اس نے دوران مباحثہ میں اس امر کو تسلیم کیا کہ "ٹرکی میں رعایا کو جو حقوق و مراعات حاصل ہیں وہ اس قدر غیر معمولی ہیں کہ کوئی خود مختار حکومت

لہ دی ٹرکس (فرنچ) صفحہ ۲

بمشکل ان کو گوارا کر سکتی ہے"

غیر مسلم قوموں کی اندرونی آزادی کا یہ حال ہے کہ ہر بطریقیت حکومت کے اندر ایک اپنی حکومت رکھتی ہے" عیسائیوں کی عزت، ان کی دولت، انفرادی آزادی اور آزادی ضمیر حکومت کی نگرانی و دست اندازی سے آزاد ہے۔ اور وہ کلیسہ جو چ کے حاکم اعلیٰ کے ماتحت ہیں، وہ اپنے اختیار سے اپنے پیروؤں کو جلاوطن کر سکتا ہے، قید کر سکتا ہے، انپر ٹیکس عائد کر سکتا ہے، پادریوں کا عزل و نصب کر سکتا ہے، مذہب سے خارج کر سکتا ہے، مدارس کے لئے نصاب مقرر کر سکتا ہے، بغیر اس کے کہ کوئی شخص اس میں مداخلت کرے ان اعمال کی تکمیل میں حکومت کیجانب سے مداخلت تو کیا خود حکومت اس کی مدد کرتی ہے اور اس کے احکام کی پوری پوری تعمیل ہونے دیتی ہے، بطریق حکومت کو اس طرح جریدے اور یادداشتیں بھیجتا ہے جس طرح غیر ملکی سفرا بھیجا کرتے ہیں[1]" ان سب کے ساتھ عیسائی اقوام اُن ملکی و سیاسی حقوق سے بھی مستفید ہوتی ہیں جو عام قانون کی رو سے ترکوں کو حاصل ہیں اس طرح ترک خود اپنے ہی ملک میں قلیل التعداد جماعتوں سے قانون میں فروتر ہیں، کیا دنیا میں کوئی حکومت بھی ایسی ہے جو بے تعصبی کی ان مثالوں میں سے ایک ہی مثال پیش کر سکتی ہو؟

باوجود ان سب باتوں کے جو نفس حقیقت ہیں، یورپ میں جھوٹی خبروں نے جگہ پکڑ لی ہے اور سارا یورپ ان غلط بیانیوں پر ایمان رکھتا ہے کہ عیسائی تمام انسانی حقوق سے محروم ہیں، اور عہد رومی کی طرح غلامی کی حالت میں رکھے جاتے ہیں۔ یہ تمام جھوٹ اس لئے پھیلائے گئے ہیں کہ یورپ کو ٹرکی کے اندرونی معاملات میں مداخلت کے لئے ابھارا جائے اور مسلمانوں کے خلاف اس کے جذبات بھڑک اٹھیں، حالانکہ یہ مداخلتیں قطعاً غیر منصفانہ اور غیر معقول ہوتی ہیں اور ایک شخص کو مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان کی

---

[1] ٹرکی اور تنظیمات صفحہ ۱۳۵۔

بنیاد مذہبی تعصب ہے۔ عیسائی اقوام غیر معقول اور ناجائز مطالبات کی حمایت صاف طور پر یہ معنی رکھتی ہے کہ اس سے مقصود غیر عیسائی اکثریت کے حقوق چھیننا اور اسکو کچلنا ہے۔ کیا ان لوگوں نے جو حقوق اقوام کے دعوے لیکر کھڑے ہوتے ہیں کبھی مقدونیہ کے ترکوں کی طرف توجہ کی ہے۔ جو ایک سخت جابرانہ حکومت کے ماتحت بری طرح برباد کئے جا رہے ہیں؟ کیا انسانیت کے یہی جذبات اس بات کے متقاضی نہیں کہ آج مقدونیہ اور کریٹ وغیرہ کے ترکوں کے حقوق کے لئے بھی اسی طرح جنگ کیجائے جس طرح آج سے پہلے اپنی ممالک کے عیسائیوں کے لئے کی گئی تھی؟ کیا ترک انسان نہیں ہیں؟ آج بھی یہ کوشش کیجا رہی ہے کہ مشرقی اناطولیہ کی عظیم الشان اسلامی اکثریت کو ارمنی اقلیت کی ماتحتی پر مجبور کر دیا جائے! یورپ کی ان بیجا مداخلتوں نے مشرقی عیسائیوں کو اس حد تک جری اور بیباک کر دیا ہے کہ باوجود آزاد ہو جانے کے اب تک انکی شکایتیں برابر جاری ہیں، مثال کے طور پر اگر مسٹر وینزیلوس کے حیرت انگیز مطالبات پورے کر دئے جائیں تو یونانی قوم خود اپنے ملک میں بے حد اقلیت تک گر جائے گی۔ اس بیان کو صاف کرنے کے لئے ہم غیر جانبدار یورپین علما کو پیش کرتے ہیں، طول کلام سے بچنے کے لئے ہم یہاں رینی پلینن کی چند سطریں نقل کرتے ہیں، وہ لکھتا ہے:

یورپ کی مداخلتیں بالکل مذہبی جذبات کی بنیاد پر ہوتی ہیں اور ان کے مظاہر مختلف اشکال میں رونما ہوتے ہیں، پہلے وہ کروسیڈ کی شکل میں علانیہ جنگ کرتا تھا، اور اب عیسائیوں کی حمایت کر کے انکو مسلمانوں پر ابھار رہا ہے، ٹرکی سے جو عہدنامہ کئے گئے ہیں، وہ اسکو بین الاقوامی قانون میں تو جگہ دیتے ہیں مگر ان کے الفاظ کے نیچے ہمیشہ مقاصد چھپے ہوئے رہتے ہیں اور باطن میں ان سے بھی مقصود عیسائی باشندوں کی ناجائز ہمت افزائی ہوتی ہے، اکثر اوقات ترک صرف اس جرم پر کہ وہ ترک ہیں اپنے جائز حقوق سے محروم کر دئے گئے ہیں[1]"

---

[1] یورپ اور دولت عثمانیہ (فرنچ) صفحہ ۶ و ۷

اس بیسویں صدی میں جبکہ حق اور انصاف کو ہر جذبہ پر غالب رہنا چاہئے،
ہم کو امید ہے کہ کسی خاص جذبہ کی بنا پر کسی قوم کی بیجا حمایت نہ کی جائے گی اور ٹرکی
کو جو ترکوں ہی کی ہے، ترکوں کے لئے باقی رکھا جائے گا۔ وہ یورپ سے زیادہ اقلیتوں کے
حقوق کا لحاظ کرنا جانتے ہیں اور انکی حکومت میں قلیل التعداد اقوام خوش رہی ہیں،

ٹرکی میں حریت ضمیر

عثمانی دستور کی گیارہویں دفعہ میں ہمکو یہ الفاظ نظر آتے ہیں :۔ "سلطنت عثمانیہ
ں ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو اپنے اعمال مذہبی میں کامل آزادی حاصل ہے بشرطیکہ
ہ امن عامہ کے خلاف نہوں اور دوسرے مذاہب کے جو سلطنت میں تسلیم کئے گئے
یں، معتقدات و اعمال مذہبی پر حملہ نکرتے ہوں" سلطنت کے آغاز قیام سے ہر قوم کو اپنی
عبادات میں پوری آزادی حاصل رہی ہے کسی شخص کو اس کے مذہبی معتقدات یا دینی
اعمال کی وجہ سے تکلیف یا مضرت نہیں پہنچائی گئی، ہر مذہبی رسم، خواہ وہ کسی قوم کی ہو
آزادی کے ساتھ حکومت کی حفاظت میں ادا کیجاتی ہے دنیا میں کوئی حکومت ایسی
نہیں ہے جس کے ماتحت غیر مذہب والے محکوموں کو اس حد تک حریت ضمیر حاصل ہو
ایڈمنڈ انیگلہارٹ اس کے متعلق لکھتا ہے :۔ "عیسائی مذہب کو ٹرکی میں تقریباً ہر
قسم کی آزادی حاصل ہے۔ لیکن اگر اب بھی یونانیوں اور ارمنوں کو مزید آزادی کی ضرورت
ہے اور وہ یورپ سے حمایت کی درخواست کرتے ہیں، تو یہ ان کا مذہبی تعصب اور جنون ہے"[1]
مسٹر اوبی سینی کے الفاظ یہ ہیں :۔ "ترک نہ تو مذہبی مظالم سے واقف ہیں اور نہ ان کے
عہد متوسط کی مقدس پاپائیت کا کوئی نمونہ ہے۔ برخلاف اس کے ان کا ملک تمام
دنیا کے بیگناہ مجرموں کے لئے مامن ہے۔ تاریخ کو دیکھو، پندرہویں صدی میں ہزاروں
سرائیلی اسپین اور پرتگال سے بھاگ کر ٹرکی میں پناہ گزیں ہوئے اور آجتک اس کے
زیر سایہ امن کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں آج بھی الیسٹر کے دن ایتھنز میں
کوئی یہودی اپنے مکان کی کھڑکی سے سر نکالنے کی جرات نہیں کر سکتا"

---

[1] ٹرکی اور تنظیمات دفریق صفحہ ۲۳۵۔

تمام مذاہب اور تمام اقوام نہایت امن سے ایک دوسرے کے ہمسایہ سلطان کی حکومت میں زندگی بسر کرتے ہیں، کوئی شک نہیں کہ مسجد کو چرچ پر فوق حاصل ہے مگر یاد رہے کہ ترک غیر متعصب ہیں لا مذہب نہیں ہیں، عیسائی ممالک سے مقابلہ کرکے دیکھو، خود عیسائی مذہب کی ایک شاخ کیتھولک کو پیرس سے زیادہ قسطنطنیہ میں آزادی حاصل ہے، وہاں کوئی قانون مذہبی رسوم کو برسرعام ادا کرنے سے نہیں روکتا ہے، اور نہ کسی مذہب کو اس کے عبادت خانہ میں قید رکھا جاتا ہے[1]،

ایک کیتھولک عالم مسٹر جوزف ڈینائمس لکھتا ہے "ترکی سپاہی ہمارے مذہبی جلوسوں کے ساتھ اعزازی دستہ کی حیثیت سے نکلتے ہیں ہمارے پادریوں کی عزت کرتے ہیں۔ اور اصطباغ کی رسم میں اپنے ہتھیار پیش کرتے ہیں، یہ ہیں ان لوگوں کے حسن اخلاق کے مظاہر جو دنیا میں متعصب اور خونی مشہور ہیں"

ٹرکی نے صرف یہودیوں ہی کو پناہ نہیں دی بلکہ انہوں نے ان پادریوں کو بھی پناہ دی تھی جو فرانس سے اسپین کے یہودیوں کی طرح نکالدیئے گئے تھے" پولینڈ کی پہلی تقسیم کے بعد ۱۷۷۲ء میں ایک جماعت نے روس کی ماتحتی قبول کرنے سے انکار کردیا اور ۲۰ ہزار کی تعداد میں ٹرکی کی جانب ہجرت کرگئے۔ سلطان نے بڑی خوشی اور تلطف کیساتھ ان کا خیر مقدم کیا۔ ان کو ڈینوب کے کنارے زمینیں عطا کیں، اور انہیں اجازت دیدی کہ اپنے اوپر خود اپنے قوانین کے مطابق حکومت کریں کاسکیں کا ایک دوسرا گروہ جو دریائے ڈان کے کنارے رہتا تھا، روس کی قیصرہ اپنی کے زمانہ میں مذہبی وجوہ کی بنا پر نکالدیا گیا اور اسکو ترکوں نے بروصہ کے قریب جگہ دی"[1]

باوجود اس بے نظیر بے تعصبی کے ترکوں پر الزام لگایا جاتا ہے کہ ترکوں نے اٹھارویں صدی میں محض مذہبی تعصب کی بنا پر عیسائیوں کو ان شہروں میں ناقوس بجانے

---

[1] تاریخ دولت عثمانیہ (فریخ) صفحہ ۲۰۴۔

سے روکدیا تہا جہاں اسلامی آبادی ہو، حالانکہ اسوقت دونوں قوموں کے درمیان امن وامان قائم رکہنے کے لئے یہی ضروری تھا۔ اسکو غلط معنی پہنانے کی کوشش نکرنی چاہیئے،

کیا یہ دعویٰ نہیں کیا جاتا کہ حریت ضمیر انسانیت کے ان حقوق میں سے ہے جو تہذیب جدید نے دنیا کو دلائے ہیں! اگر ایسا ہے تو کیا آج تہذیب جدید کے منابع میں ہر شخص ضمیر کی آزادی سے متمتع ہو رہا ہے؟ اسپین میں اب تک کیتھولک فرقہ کو اپنی مذہبی رسوم ادا کرنے سے روکا جاتا ہے۔ ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ لٹکنی اور نیلپز میں حکومت کے ذمہ دار افسروں کے سامنے لوگوں کو زبردستی پراٹسٹنٹ بنایا جاتا تہا، حال کا واقعہ ہے کہ سویڈن میں ایک لوتھرین کے کیتھولک ہو جانے پر جلا وطنی اور ضبطی جائداد کی سزا دی گئی، یونانی قانون تبدیل مذہب کو روکتا ہے، پولینڈ میں گریک چرچ کے خلاف جیسے سخت احکام جاری ہوئے تھے وہ سب کو یاد ہونگے،[1] خود انگلستان میں پوپ کی سرداری کا اعتراف اور پارلیمنٹ کے لئے یہودیوں کا انتخاب جاری ہوئے کتنا عرصہ گذرا! اب بہی لامذہبوں کے لئے برطانی پارلیمنٹ میں کوئی جگہ نہیں ہے،[2]

اگرچہ اقلیتوں کو ٹرکی میں غیر معمولی مذہبی آزادی حاصل ہے، مگر ان کے مقابلہ میں ترکوں کی آزادی بہت محدود ہے، مثلاً ان کو قانوناً مذہب متبدیل کرنیکا کوئی حق نہیں ہے،

---

[1] ٹرکی اور تنظیمات صفحہ ۱۳۱ - [2] دارالعوام میں ۲۶ اپریل ۱۸۸۱ء کو مسٹر بریڈلا صرف اسوجہ سے خارج کردئے گئے کہ وہ مذہباً دہریہ تھے،

ٹرکی میں عیسائی اقوام کے ملکی حقوق

"ٹرکی سلطنت کی یہ ایک خصوصیت ہے کہ وہ اقلیتوں کو وسیع اندرونی آزادی عطا کردیتی ہے[1] یونانی، ارمن، یہودی، لاطینی، اپنی اپنی جداگانہ حکومتیں ایک بڑی حکومت کے اندر رکھتے ہیں، ہر ایک ان میں کا اپنی مذہبی حکومت کے ماتحت رہتا ہے، اسی کی زبان اسی کی روایات اور اسی کا انتظام اس کی جماعتی زندگی میں رائج ہوتا ہے[2] اور وہ اپنا انتظام خود کرلیتی ہیں

یہ قلیل التعداد عیسائی جماعتیں ان حقوق کے علاوہ جن میں وہ ترکوں کے شریک ہیں، امتیازی حقوق و مراعات سے مستفید ہوتے ہیں، یہ امتیازی حقوق و مراعات روحانی، قانونی، انتظامی، ملکی، مالی اور اسی قسم کے دوسرے شعبوں میں انکو حاصل ہیں

چند لمحات تاریخیہ

سب سے پہلے سلطان محمد فاتح نے یونانیوں کو مراعات عطا فرمائی تھیں، قسطنطنیہ کی فتح کے بعد اس نے تمام یونانیوں کے نام اعلان کیا تھا کہ وہ مذہب کے اعتبار سے بالکل آزاد رکھے جائیں گے اور انکی عبادات و رسوم مذہبیہ میں کسی قسم کی مداخلت نہ کیجائے گی، اس کے علاوہ سلطان نے جارج اسکولاریوس کو گریک چرچ کا بطریق مقرر کیا، اور بطریقیت کی دستار پہناتے وقت اس نے باآواز بلند کہا،

"بطریقیت کے اس منصب کو لو، اللہ تمہاری نگہبانی کریگا! ہر وقت میری دوستی پر اعتماد رکھو، اور ان تمام آزادیوں اور مراعات سے فائدہ اٹھاؤ، جو تمکو قیاصرہ

---

[1] مسئلہ شرقیہ، فرنچ، [2] ترک، (فرنچ) مصنفہ بی باریل

کے عہد میں حاصل تھیں"

یہ الفاظ صرف زبان ہی سے ادا نہیں کئے گئے تھے بلکہ بطریقیت کا عہدہ عطا کرتے وقت جو فرمان جاری ہوا تھا اس میں بھی یہ الفاظ درج ہیں۔ اس کے بعد سلطان نے دیوان کا ایک جلسہ منعقد کیا اور اس میں یونانی بطریق کو مدعو کیا، جس وقت وہ ایوان شاہی کی جانب روانہ ہوا تو سلطان نے اپنے وزرا کو اس کے استقبال کے لئے بھیجا، اس زمانہ میں سلاطین کسی کے استقبال کے لئے کھڑے نہیں ہوتے تھے مگر جب ایک مفتوح قوم کا مذہبی سردار دیوان کے ہال میں داخل ہوا تو محمد ثانی اپنے تخت پر سے اتر کر دس قدم اس کے استقبال کو چلا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر تخت پر بٹھایا اور اس کے بعد اسے یونانیوں کی روحانی سرداری کی علامت کے طور پر ایک عصا عنایت کیا جو اب تک تمام مذہبی رسوم کے موقع پر یونانی بطریق کے ہاتھ میں رہتا ہے۔

صدیوں تک یونانی نہایت امن کے ساتھ ان مراعات سے فائدہ اٹھاتے رہے سلاطین ان کی وفاداری سے خوش تھے، اس لئے انکو تمام عیسائی رعایا پر ایک بڑی سیاسی و تجارتی برتری حاصل ہو گئی تھی، فناری خاندان کا رسوخ مذہبی سرداری کی بنا پر ترکی کے تمام آرتھوڈوکس عیسائی سلاوی، رومانی، بلغاری، وغیرہ یونانیوں کے ماتحت ہو گئے تھے[1]

تمام غیر مسلم اقوام، لاطینیوں، یہودیوں، کیتھولک ارمنوں، اور پراٹسٹنٹ ارمنوں وغیرہ کو بھی یکے بعد دیگرے اسی قسم کی مراعات عطا کیجاتی رہیں، خود سلطان محمد فاتح نے ڈاکٹر اوراغیم آفندی کو نہایت وسیع اختیارات کے ساتھ ارمنوں کا بطریق مقرر کیا تھا[2]

اپریل سنہ ۱۸۶۰ء میں بلغاری قوم کا ایک وفد باب عالی میں حاضر ہوا اور اس نے

---

[1] دنیا کا جغرافیہ جدید مرتبہ ایلیس رکلس (فرنچ) صفحہ ۱۵۲ [2] ارمینیا۔ مصنفہ ایدمنڈ لوگوریس (فرنچ) صفحہ ۱۰۶

درخواست کی کہ ہم کو یونانی بطریقیت سے آزاد کردیا جائے، بابعالی نے ان کی اس جائز خواہش کو قبول کیا، اور ان کے لئے ایک علیحدہ بطریق مقرر کردیا،

۱۸۵۷ء میں تنظیمات کا فرمان جاری ہونے کے بعد تمام اقوام کے لئے یہودیوں سمیت نئے قواعد مقرر کئے گئے اور انکی رو سے ہر قوم کو اپنا اندرونی انتظام خود اپنے بطارقہ اور ربیون کے ماتحت کرنیکے اختیارات دئے گئے، ہر قوم کی سول کونسل کو بیش وسیع اختیارات کیساتھ مقرر کی گئی اور اسکو اپنے آپس کے مقدمات خود فیصل کرنے اور اپنے قومی انتظامات خود کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا گیا،[1] اس اصول کی تعریف میں ارمنی بطریق اورمانیان لکھتا ہے کہ "علاوہ خالص مذہبی رسوم کے تمام وہ دنیاوی کام جو مذہبی جماعت کو کرنے پڑتے تھے، اب سول کونسل کرنے لگی ہے اور قوم کے تمام اندرونی معاملات قوم ہی کے ہاتھ میں آگئے ہیں،[2] اس طرح ان حقوق و مراعات نے جو پہلے مذہبی شکل میں تھیں اب سیاسی شکل اختیار کرلی اور دولت عثمانیہ کے ماتحت ہر قوم کی ایک علیحدہ ریاست قائم ہوگئی،

مراعات وحقوق کی مختصر سی تاریخ بتلانیکے بعد اب ہم مختلف اقسام کے حقوق کی مختصر تفصیل جدا جدا بیان کرینگے،

ا۔ مذہبی حقوق

ہر بطریق اپنی قوم کا روحانی سردار ہے اور اپنے مذہبی اختیارات کو بغیر حکومت کی مداخلت کے آزادی کے ساتھ استعمال کرتا ہے، وہ تمام مذہبی جماعت کا صدر ہوتا ہے اور تمام چھوٹے بڑے پادری اس کے ماتحت ہوتے ہیں، بطریق کو تمام پادری خود اپنے اندر سے کثرت آرا کیساتھ منتخب کرتے ہیں اور خود ہی کثرت آرا کیساتھ اسکو معزول کرسکتے ہیں، حکومت کو اس کے عزل و نصب کا کوئی اختیار نہیں، اگر

---

[1] نرکی اور تنظیمات صفحہ ۱۵۰ [2] تاریخ کلیسائے ارمنی دفرنچ

وہ اپنی قوم کے مذہبی قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہے تو صرف پادریوں ہی کو حق ہے کہ اسکو برطرف کردیں، سلطنت ہر حال میں ان کے فیصلہ کو تسلیم کرتی ہے ان وسیع اختیارات سے پادریوں نے بہت بیجا فائدے اٹھائے ہیں اور بڑی بڑی نالائق حرکات کی ہیں، جن پر غیر ملکی قنا صل شاہد ہیں[1]، ایڈمنڈ انگلہارٹ لکھتا ہے "باب عالی نے جو رعایات عیسائیوں کو عطا کی ہیں اور خصوصیت کے ساتھ بطریقوں اور پادریوں کو جو وسیع اختیارات دیدئے ہیں ان سے اس متعصب طبقہ نے بہت بیجا فائدے اٹھائے ہیں اور ان کا ایسا غلط استعمال کیا ہے کہ وہ غیر مسلم جماعتوں کو فائدہ پہنچانے کی بجائے نقصان پہنچائے گا"[1]

مجلس مقدس میں ۱۲ پادری ہوتے ہیں جنمیں سے ۶ ہر سال منتخب ہوتے ہیں اور یہ جماعت تمام مذہبی نظام کو قائم رکھتی ہے، حکومت کو، جو مسلمانوں کے تمام مذہبی معاملات پر اپنی نگرانی رکھتی ہے چرچ میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں، چرچ، ملک کی سیاسی قوت کی دسترس سے آزاد ہے، عیسائیوں کے مذہبی سردار اپنی حدود میں مختار کل ہیں۔ اگر کوئی پادری یا خادم چرچ کے قانون کی خلاف ورزی کرے یا کسی مذہبی گناہ کا ارتکاب کرے تو بطریق اسکو سخت سے سخت سزا دے سکتا ہے اور اسکے لئے کوئی اپیل نہیں۔

۲- دستوری حقوق

مشرق میں مذہبیت اور قومیت ایک ہی سے شے کا نام ہے گذشتہ صفحات میں ان مراعات وحقوق کی جو ٹرکی میں عیسائیوں کو حاصل ہیں تاریخ بیان کیجا چکی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جو حقوق مذہبیت کے رنگ میں گریک اور ارمنیین چرچ کو عطا کئے گئے تھے، رفتہ رفتہ انہوں نے قومیت کا رنگ اختیار کرلیا تنظیمات

---

[1] تاریخ دولت عثمانیہ (فرنچ) صفحہ ۴۶۳ [2] ٹرکی اور تنظیمات صفحہ ۲۳۸

سے سلطنت کی مختلف اقوام کو جو حقوق عطا کئے تھے ان سے فائدہ اٹھا کر ہر قوم نے اپنے مذہب، اپنی روایات اور اپنے رسم و رواج کے مطابق اپنے اندرونی معاملات کے لئے قوانین بنالئے اور ۱۸۶۲ء میں یہودیوں، ارمنوں اور یونانیوں نے اپنے اپنے قومی قوانین باب عالی کے سامنے پیش کر کے انکی منظوری حاصل کر لی جو گویا دستوری فرمان کا حکم رکھتی تھی،

ہر بطریق یا ربی اپنی قوم کا نمائندہ ہے۔ حکومت کو جب کسی جماعت سے کسی مسئلہ پر گفتگو کرنی ہوتی ہے تو وہ براہ راست نہیں کرتی بلکہ اس کے مذہبی سردار سے کرتی ہے۔ صرف عام مسائل ہی تک یہ قاعدہ محدود نہیں ہے بلکہ خاص خاص مسائل میں بھی وہ یہی کرتی ہے، اسی طرح جب کسی جماعت کو حکومت سے گفتگو کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کا مذہبی سردار باب عالی کے نام مراسلات اور یادداشتیں اسطرح بھیجتا ہے جیسے وہ بھی غیر ملکی سفرا میں سے ایک ہے۔ اس طرح حکومت کے تعلقات اپنے عیسائی رعایا سے براہ راست نہیں ہیں بلکہ ایک حد تک بالواسطہ ہیں[1]"

یونانی بطریقیت میں دو مجلسیں کام کرتی ہیں ایک مجلس مقدس اور دوسری مجلس قومی، مجلس مقدس کا ذکر مذہبی حقوق کے تحت میں مذکور ہو چکا ہے مجلس قومی میں ۱۲ ارکان ہوتے ہیں اور وہ قوم کے مالیات، مدارس، پنچایتوں اور دوسرے اندرونی معاملات کی نگرانی کرتی ہے، ان دونوں مجالس پر ایک مجلس ہے جس میں ان دونوں مجالس کے منتخب کردہ ارکان کے علاوہ بطریقیت کے خاص خاص افسر پارلیمنٹ کے یونانی ممبر اور مختلف فرقوں کے نمائندے شامل ہوتے ہیں، یہ مجلس عام قوم کے تمام مسائل پر بحث کرتی ہے اور تمام اندرونی معاملات طے کرتی ہے، ان تمام مجالس کا صدر بطریق ہوتا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ اپنی قوم کے لے

---

[1] ترکی اور تنظیمات صفحہ ۲۴۰

وہ سلطان کی نیابت کرتا ہے، تو کوئی مبالغہ نہیں ہے،

یونانی بطریق جتنا جتنا قوی ہوتا جاتا ہے اسی قدر وہ سیاسی مقاصد اور خفیہ سازشوں میں حکومت یونان کے لئے ایک قوی آلہ بنتا جاتا ہے، حالانکہ ترکوں کی شرافت کا یہ حال ہے کہ اس کی تمام حرکات سے واقف ہو جانے کے باوجود اپنے عہود و مواثیق اور اپنے قوانین کا پاس کر کے درگذر کر رہے ہیں، التوائے جنگ کے بعد سے تو بطریق قسطنطنیہ میں علانیہ عالمگیر یونانیت کی تبلیغ کر رہا ہے، اس کی حرکات اگرچہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں مگر ہم اپنی رائے دینے سے اسجگہ احتراز کرتے ہیں، اور اس موقع پر وایکاؤنٹ ڈی لاجنک کے الفاظ نقل کرتے ہیں،

"یونانی بطریق اگرچہ بظاہر دولت عثمانیہ کی وفاداری کا دم بھرتا ہے مگر یونان کی آزادی کے بعد سے اس میں سخت غداری پیدا ہو گئی ہے اور وہ "میگالی آئیڈیا" کے حامیوں میں سے ہو گیا ہے، جس کی بنیاد عالمگیر یونانیت کے خواب پریشان پر ہے"[1]

ارمن بطریقیت میں بھی دو مجلسیں ہیں، ایک مجلس مذہبی اور دوسری مجلس قومی دونوں میں چودہ چودہ ممبر ہوتے ہیں، پہلی کا تعلق صرف مذہبی مسائل سے ہے اور دوسری ارمنی قوم کے تمام اندرونی معاملات کی نگرانی کرتی ہے، ٹیکس عائد کرنا اور ان کے خرچ کا انتظام کرنا، پنچایتوں کی نگرانی کرنا اور ارمن قوم کے مفاد و مصالح کی حفاظت اس کے فرائض میں سے ہے، ۱۸۶۰ء میں ارمنوں کے قومی دستور کی جسکو وہ 'سہنا وردسیوں' کہتے ہیں، باب عالی نے منظوری دی تھی، اس دستور کے مطابق ٹرکی کی تمام ارمن آبادی ارمنی بطریق کے ماتحت آگئی اور اس کے ماتحت ایک مجلس عام مقرر کی گئی جس میں ۱۴۰ ممبر ہوتے ہیں، ان ۱۴۰ ممبروں میں ۹۰ انتخاب عام سے چنے جاتے ہیں اور باقی چرچ کی جانب سے نمائندگی

---

[1] تاریخ دولت عثمانیہ (فرنچ) صفحہ ۷۰۰

کرتے ہیں۔ انتخاب ہر دو سال کے بعد ہوتا ہے، ارمنوں کے تمام مدارس، معابد، شفاخانے اور تمام قومی معاملات اس مجلس عام کے ماتحت ہیں اور مذکورۃ الصدر دو مجلسیں مذہبی و دنیاوی شعبوں میں اس کے ماتحت بطور مجالس عاملہ کے کام کرتی ہیں،

یہ ہے اس اندرونی خود مختاری کا نظام جو ٹرکی کی مظلوم "اقلیتوں کو حاصل ہے"

۳۔ ملکی و قانونی حقوق

ہر بطریقیت کا ایک دفتر عام ہوتا ہے جس میں اس کے ماتحت قوم اپنی پیدائش موت شادی، طلاق وغیرہ کی رپورٹیں بھیجتے ہیں، اور ان کے ریکارڈ رکھے جاتے ہیں، دفتر کی جانب سے جو مراسلات، سندات، حکم نامے وغیرہ جاری ہوتے ہیں وہ بالکل حکومت کے سرکاری کاغذوں کی طرح وقعت رکھتے ہیں، بطریق اسپر بھی اصرار کرتے ہیں کہ ان کے دفتر میں رپورٹ دینے اور درج کرائے جانے کے بعد ضرورت نہیں کہ سرکاری دفاتر میں بھی رپورٹ کیجائے، مگر دولت عثمانیہ اس کو پسند نہیں کرتی، اس مسئلہ پر باب عالی اور بطارقہ میں عرصہ سے بحث ہو رہی ہے،

قانونی حقوق میں بھی بطارقہ بہت وسیع استفادہ کرتے ہیں، ان کو اپنی قوم کے معاملات میں پوری آزادی اور پورے اختیارات حاصل ہیں، نکاح و طلاق اور وراثت وغیرہ خاندانی و اندرونی معاملات انہی کی عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں اور انہی کے فیصلے آخری فیصلے ہوتے ہیں، حکومت کی عدالتیں انمیں دخل دینے کی مجاز نہیں۔ اگر کسی قوم کے لوگوں میں آپس میں کوئی جھگڑا ہو جائے تو وہ اپنی قومی عدالت میں مقدمہ پیش کرتے ہیں، وہ دونوں فریقوں کے

بیان سنتی ہے اور اپنے مذہبی قانون کی بنا پر ان کا فیصلہ کر دیتی ہے وہ اگر اس سے راضی نہیں ہوتے تو قسطنطنیہ میں اپنے بطریق کی عدالت میں مقدمہ دائر کرتے ہیں اور اس کا فیصلہ آخری فیصلہ ہوتا ہے، ان پنچایتوں کے فیصلوں کی باقاعدہ تعمیل ہوتی ہے اور اگر ان کو قوت کی ضرورت ہوتی ہے تو حکومت انکی مدد کرتی ہے۔

ملکی و قانونی حقوق

مسٹر فلپ مارشل براؤن، پرنس ٹاؤن امریکہ کی یونیورسٹی کے معلم قانون بین الاقوامی اپنی کتاب (مطبوعہ ۱۹۱۴ء میں لکھتے ہیں۔

"ترکی قانون، غیر مسلموں کو اپنے بطریق کے ماتحت اپنے اندرونی انتظام خود کرنے کے لئے تمام امکانی آزادیاں اور قوتیں عطا کرتا ہے، اسی طرح بطریق عثمانی افسروں کی جگہ اپنی قوم کے افسر یا دوسرے معنوں میں اپنی قوم کے خود مختار بادشاہ ہوتے ہیں یہ بات یقیناً قابل قدر ہے کہ ترک باوجود فاتح ہونے کے فیاضی اور فراخدلی کیساتھ مفتوحوں کو ان کے حقوق عطا کر دیتے ہیں اور ان کو اپنے رسم و رواج اور اپنے قانون کے مطابق اپنے اوپر خود حکومت کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیتے ہیں"

یہ صاف طور پر اس بات کا ثبوت ہے کہ ترکوں نے عہد متوسط میں جبکہ یورپ میں پاپائیت کا تسلط تھا، اپنی محکوم قوموں کو خود انتظامی کے اصول پر اپنا انتظام خود کر لینے کا حق عطا کر دیا تھا، حالانکہ یہ حق آج بھی کسی مہذب سے مہذب اور آزاد خیالی کی مدعی حکومت نے اپنی رعایا کو عطا نہیں کیا ہے۔

یہ آزادی غیر مسلم مدارس کے لئے اور بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہے، عثمانی حکومت نے ہر بطریق کو اپنی اپنی قوم کے مدارس کا پورا انتظام سونپ رکھا ہے، تعلیم کا نصاب مقرر کرنا، مدارس کے لئے مدرس اور پروفیسر بھرتی کرنا، طلبہ کی تربیت و تعلیم کی نگرانی کرنا، یہ سب کام بطریق سے متعلق ہیں، حکومت کسی چیز میں کوئی دخل نہیں دیتی

اگرچہ اس حق سے یونانی بطریق خصوصیت کے ساتھ بہت بیجا فائدہ اٹھاتا ہے، یہاں تک کہ اس نے قسطنطنیہ کے یونانی مدارس کو ایک طرح سے ایتھنز کی یونیورسٹی سے ملحق کر دیا ہے۔ مگر باوجود ترکوں کے شدید احتجاج کے باب عالی گذشتہ عہود و مواثیق اور اپنے قوانین کی خلاف ورزی سے احتراز کرتا ہے اور کسی معاملہ میں مداخلت نہیں کرتا،

تمام قومیں اپنی اپنی جداگانہ ہستیاں رکھتی ہیں اور ان کے انتظام خود انہی کے ہاتھوں میں ہیں،

عیسائی ابتدا سے ابتک فوجی خدمات سے مستثنیٰ ہیں، ترک اپنا خون بہا کر انکے لیے امن و سلامتی قائم رکھتے ہیں اور وہ نہایت اطمینان سے اپنے کاروبار میں مصروف رہتے ہیں، اس زبردست رعایت نے عیسائیوں کو ترقی اور خوشحالی میں بڑی مدد دی ہے اور اس نے جتنا انکو فائدہ پہنچایا ہے اتنا ہی ترکوں کو نقصان پہنچایا۔ کیونکہ یہ کبھی میدان جنگ کی شکل بھی نہیں دیکھتے اور اپنی تجارت اور دوسرے کاروبار میں ترقی کرتے رہتے ہیں اور وہ جبریہ فوجی خدمت کی بدولت برسوں فوجی زندگی بسر کرنے پر مجبور رہتے ہیں۔ اکثر اوقات دیکھا گیا ہے کہ میدان جنگ سے واپس آنے کے بعد غریب ترک کو اپنے کھیت اور کبھی کبھی اپنا اثاثہ تک بیچ ڈالنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اسکی غیر موجودگی میں اسکا کاروبار بالکل بیٹھ جاتا ہے۔

۱۹۰۸ء کے انقلاب کے بعد ایک قانون پاس کیا گیا جس نے تمام عثمانی رعایا پر بلا استثنائے واحد جبریہ فوجی خدمت نافذ کر دی مگر پھر بھی اس کا اطلاق رفتہ رفتہ ہوا۔ اور اس رفتہ رفتہ کی رفتار بھی اسقدر سست رکھی گئی کہ نہ تو جنگ بلقان میں کسی عیسائی سے فوجی خدمت لی گئی اور نہ گذشتہ جنگ عظیم میں، حالانکہ ان مواقع پر ترکی اپنی موت و حیات کی شدید کشمکش میں مبتلا تھی۔ عیسائیوں پر اگر اس جنگ کا کوئی بار ڈالا گیا تو وہ صرف یہ کہ ان کو مسلمانوں سے

کچھ زیادہ جنگی ٹیکس ادا کرنا پڑتا تھا

اَقلیتوں کو بہت سی مالی مراعات بھی حاصل ہیں مثلاً چرچ کی تمام زمینیں مالگذاری سے مستثنیٰ ہیں، بطریق اپنی قوم سے ٹیکس وصول کرتا ہے" جبتک کوئی شخص مقررہ رقم ادا نہ کرے اسوقت تک نہ تو اسکو نجات مل سکتی ہے، نہ رسم اعتراف ادا کر سکتا ہے نہ اسکے بال بچوں کو اصطباغ دیا جا سکتا ہے، نہ اسکا نکاح پڑھایا جا سکتا ہے نہ کسی دوسرے کو مُردہ کرا سکتا ہے اور نہ اپنے بیمار کے لئے دعائے صحت کرا سکتا ہے۔ غرض ہر چیز کے لئے بطارقہ نے ٹیکس مقرر کر رکھے ہیں، صرف ارمن چرچ میں رسم اعتراف اور دعا کے لئے ٹیکس نہیں ہے[1]

ان ٹیکسوں کے علاوہ ایک باقاعدہ قومی ٹیکس ہے جس کے نہ ادا کرنے کی پاداش میں دین سے خارج کر دیا جاتا ہے، اس طرح بطریقیت کی آمدنی کئی ملین سالانہ ہوتی ہے

* * * * * * *

* * * *

* * *

*

---

[1] تاریخ کلیسائے یونانی مصنفہ موسیو لاچیولیر ریجاک

غیر مسلموں کے سیاسی حقوق

"تمام عثمانی رعایا قانون کی نظر میں یکساں حقوق اور پابندیاں رکھتی ہے، علاوہ ان صورتوں کے جنکا تعلق عبادتوں اور مذاہب سے ہے" سنہ ۱۹۰۸ء کے انقلاب کے بعد سے عیسائیوں اور یہودیوں کو ٹرکی میں وہ تمام سیاسی حقوق حاصل ہیں جو انکو حاصل ہونے ممکن ہیں وہ تمام قانونی و انتظامی انتخابات میں برابر حصہ لیتے ہیں مجلس قانونی میں ان کی نمائندگی کے حق کا پورا پورا لحاظ کیا جاتا ہے، مجلس قانونی میں اقلیتوں کے نمائندوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے جو آبادی کے تناسب کے اعتبار سے ہونی چاہیے، بعض اوقات یہ رعایت اس حد کو پہونچ جاتی ہے کہ بغیر کسی قانونی حق کے انکی نمائندگی قبول کیجاتی ہے۔ مثال کے طور پر دیکھو، صوبہ سمرنا میں ارمنوں اور یہودیوں کی تعداد اس قدر کم ہے کہ دستور عثمانی کی رو سے انکو نمائندہ منتخب کرنیکا کوئی حق نہیں، مگر ترکوں نے اپنی عنایت سے انکا ایک ایک نمائندہ قبول کیا۔ اکثر صوبو کا یہی حال ہے، اس حالت میں ہم بلا تامل یہ دعوی کر سکتے ہیں کہ ٹرکی میں اقلیتوں کو نہایت وسیع سیاسی حقوق حاصل ہیں ؛

انتظامی انتخابات اور صوبوں کی کونسلوں میں اکثریت اور اقلیت کا کوئی امتیاز نہیں، اور یہاں بھی اقلیتوں کے حقوق کا بہت لحاظ کیا جاتا ہے، چھوٹے اور بڑے پاوری ضلع کی انتظامی کونسلوں کے رکن ہوتے ہیں،

پہلے عیسائیوں کو شکایت تھی کہ سرکاری خدمات میں ان کے عام داخلہ کو

لہ دستور عثمانی، دفعہ ۱۱ ۲ صوبہ سمرنا میں ارمن ۱۵ ہزار ہیں اور یہودی ۲۰ ہزار، حالانکہ عثمانی دستور کے مطابق ۵۰ ہزار مذکر آبادی میں سے ایک نمائندہ لیا جاتا ہے۔ ۱۲

بحیثیت حق کے نہیں تسلیم کیا گیا، مگر انیسویں صدی کے نصف اول میں اس کو بھی دور کر دیا گیا۔ "جدید عثمانی قانون کی رو سے سرکاری خدمات کے لئے کوئی نسلی و مذہبی امتیاز نہیں ہے، ہر شخص کا حق مساوی تسلیم کیا گیا ہے اور سب حکومت کے دفاتر میں بغیر امتیاز مسلم و غیر مسلم جگہ پا سکتے ہیں"[1]، یہ ۱۸۵۶ء کے فرمان تنظیمات کے بعد سے ہے مگر اس سے پہلے بھی یہ نہیں تھا کہ غیر مسلم سرکاری خدمات سے خارج تھے، مثال کے طور پر دیکھو کہ والیشیا اور مالڈیویا کے گورنر ہمیشہ یونانیوں میں سے مقرر کئے جاتے تھے

یہی حال ارمنوں کا تھا انیسویں صدی کے وسط میں سلطنت کا اپنا اعتبار بہت بڑھ بڑھ گیا تھا، اس لئے ان میں بہت سے ذہین اور تیز کارکن پائے اور انکو بڑے بڑے ذمہ دار عہدوں پر فائز کیا گیا، ۱۸۹۰ء تک یہ ضرب المثل مشہور تھی کہ "البانی تلوار کے ہیں اور ارمن قلم کے" اور اسی اعتبار سے ارمنوں کو مال اور عدالت کے محکموں میں بہت عہدے عطا کئے گئے[2]۔ جدید عثمانی دستور کی انیسویں دفعہ کے الفاظ یہ ہیں۔

"تمام عثمانی یا شندے بغیر کسی امتیاز کے سرکاری دفاتر میں اپنی قابلیت کے لحاظ سے جگہ پا سکیں گے"

انقلاب کے بعد سے اس دفعہ کی پوری پوری پابندی کیجاتی ہے، ہر وزارت میں دو عیسائیوں کو ضرور جگہ دیجاتی ہے، جن میں سے ایک ارمن ہوتا ہے اور ایک یونانی یا شامی[3]، اقلیتوں کی جانب سے کافی تعداد میں سینٹ کے ممبر مقرر کئے گئے ہیں، اور متعدد عیسائی نائب وزیر، گورنر، سفیر اور اعلیٰ عہدہ دار ہیں،

---

[1] دنیا کا جغرافیہ جدید، مرتبہ ایلیسی ریکلس صفحہ ۲۵۰ [2] مسئلہ شرقیہ مصنفہ ایڈمنڈ ڈیریالٹ صفحہ ۲۴۸۔

[3] ہم یہاں عام واقفیت کے لئے چند عیسائی وزراء کے نام درج کرتے ہیں جنکو گذشتہ دس سال میں بادقات مختلف وزارت میں جگہ دی گئی، یونانی: ارستیدی، ماورو، کورڈاٹو، کوسٹاکی، وایانی۔

ارمن: نوربونگیان، ہلادیان، استامبولیان، اوسکان،

کوئی شک نہیں کہ ماتحت ملازمتوں میں عیسائی بہت کم ہیں۔ مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ ترکی زبان اچھی طرح نہیں جانتے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ زیادہ تر تجارت کرتے ہیں جس کے منافع ملازمت سے بہرحال بہت زیادہ ہیں،

یورپ کی مداخلت اور حمایت

یہ یقیناً سخت حیرت انگیز امر ہے کہ یورپ باوجود ان وسیع حقوق و مراعات کے جو عیسائیوں کو ٹرکی میں حاصل ہیں ان کے معاملہ میں مداخلت کرتا ہے اور انکی حمایت میں قوت تک استعمال کرنے میں دریغ نہیں کرتا۔ مگر اسکی وجہ بڑی آسانی سے دریافت ہو سکتی ہے، گذشتہ نصف صدی سے یورپ کے طرز عمل نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ ٹرکی کی غیر عیسائی آبادی کی مطلق پرواہ نہیں کرتا، اس کا سب سے پہلا مقصد ایک اسلامی ملک میں عیسائیت کی برتری قائم کرنا ہے ورنہ اگر وہ کسی انسانی ہمدردی کے جذبہ سے یہ سب کچھ کرتا ہے تو یہ انسانیت اسوقت کہاں چلی جاتی ہے جب بدقسمت مسلمانوں پر کسی بلقانی ریاست میں ناقابل بیان مظالم ہوتے ہیں، جو ترک اسوقت بلقانی ریاستوں کے ماتحت بستے ہیں انپر ایسے شدید مظالم ہو رہے ہیں کہ ان سے بہت سے منصف مزاج یورپین سخت متاثر ہوئے ہیں[1]، مگر تمام یورپ میں ان کی ہمدردی کے لئے دو تین آوازوں سے زیادہ بلند نہیں ہوئیں، یورپ نے کبھی خبر نہیں لی کہ کریمیا میں مسلمانوں پر کیا گذری، اس نے کبھی پرواہ نہیں کی کہ تھسلی موریا اور کریٹ کی عظیم الشان ترکی آبادیاں کیونکر مٹ گئیں۔ اس نے کبھی اس شور کو نہیں سنا جو مقدونیہ، البانیا اور سرویا سے بلند ہوا، ان ممالک میں پہلے ترکی قوم ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں آباد تھی مگر اب انکا دسواں حصہ بھی باقی نہیں رہا۔ یہ مذہبی تعصب اور غیر انسانی جذبات کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے؟

---

[1] گذشتہ ۳۰ سال کے عرصہ میں بلقانیوں کے ہاتھوں ترکی نسل کے ۳۰ لاکھ فرزند ضائع ہو چکے ہیں،

دوسری وجہ وہ جھوٹی اور مجرمانہ تبلیغ و اشاعت ہے جو ارمنوں اور یونانیوں وغیرہ عیسائی جماعتوں نے یورپ میں کی ہے۔ انہوں نے بڑے بڑے افسانے اور قصے یہاں شائع کئے ہیں، اور ساری دنیا میں مشہور کیا ہے کہ ترک ظالم ہیں، حیوان ہیں متعصب ہیں اور عیسائیوں کے دشمن ہیں، ان اشاعتوں نے بہت سے جہلا اور ناواقفان حقیقت کو ان کا ہم نوا بنا دیا ہے اور وہ ان کے شریک ہو گئے ہیں۔ مگر کس قدر افسوسناک حالت ہے ان لوگوں کی جو ان جھوٹی خبروں اور غلط بیانیوں پر یقین کر لیتے ہیں۔ حالانکہ ان کے خلاف صریح ثبوت موجود ہیں۔ خود ان لوگوں کی جو ساری دنیا میں شور مچاتے پھرتے ہیں، خوشحالی اور ترقی یافتہ حالت اس طرز حکومت کی بہتری کا ثبوت دے رہی ہے جس کی وہ شکایت کر رہے ہیں۔ ترکوں کے نہایت فیاضانہ طرز عمل ہی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم ٹرکی کے یونانیوں کو ترکوں سے زیادہ دولتمند پاتے ہیں۔ خود دشمنوں نے بعض اوقات جبکہ ان کی زبان ان کے ضمیر کے تابع ہو جاتی ہے، ترکوں کے حسن سلوک کی تعریف کی ہے۔ لوگوں کو یاد ہوگا کہ ایم پاپیٹیس نے جو آجکل (یعنی ۱۹۲۲ء میں) وزیر خارجہ یونان اور صلح کانفرنس میں یونان کے نمائندے ہیں، ۱۹۱۴ء میں "ریویو پانیٹک نیشنل" میں لکھا تھا کہ:

"کسی دوسری سلطنت کے ماتحت ان کے (یونانیوں کے) مفاد و مصالح اسقدر محفوظ نہیں رہ سکتے جس قدر ترکی حکومت میں ہیں"

کیا اس سے زیادہ قابل تسلیم اور قابل لحاظ شہادت اور کوئی ہو سکتی ہے؟

مداخلت کی تاریخ سب سے پہلے غیر ملکی باشندوں کی حفاظت سے شروع ہوتی ہے، اس کے بعد عیسائیوں اور عیسائیت کا مسئلہ پیش ہوتا ہے، اور اب اقلیتوں کے "سیاسی و مذہبی حقوق" کے نام سے سب کچھ کیا جا رہا ہے، مگر واقف کار کے نزدیک تو ان سب پردوں کے پیچھے ایک ہی حقیقت ہے۔

خصوصیت کیساتھ" جنگ کریمیا کے وقت سے مذہبیت کی بنا پر ٹرکی میں غیر ملکی مداخلت اور عیسائیوں کی حمایت کی ابتدا ہوتی ہے اور اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پیرس کی ۱۸۵۶ء والی کانفرنس میں تمام یورپین سلطنتیں اس مقدس مقصد میں شریک ہو جاتی ہیں[1]"، ان مداخلتوں کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ مشرق قریب کے ایک بڑے حصہ میں اقلیتوں کو اکثریتوں پر مسلط کر دیا گیا ہے، اور اسوجہ سے دونوں میں غیر منقطع کشمکش پیدا ہو گئی ہے، جو یقیناً دونوں کی ترقی و سلامتی کے لئے یکساں مضر ہے۔ اقلیتوں میں اکثریتوں پر حکومت کرنے کا جذبہ پیدا ہو جانا، دنیا کے سب سے بڑے سیاسی گناہ کی جڑ اور غصب حقوق کی اصل ہے۔

اگر یہ مداخلتیں حق کے نام سے کیجا رہی ہیں اور انکی حقیقی وجہ اقلیتوں کو ان کے حقوق دلوانا ہے تو اس میں عیسائیت کی تخصیص کیوں ہے؟ بلغاریہ، یونان، ڈوبروجہ، قفقاز وغیرہ ممالک میں لاکھوں مظلوم ترک ہیں جو عام انسانی حقوق سے بھی محروم ہیں، ان غریبوں کی آہیں اور چیخیں یورپ کی توجہ کو اپنی جانب کھینچنے میں کیوں ناکام و نامراد رہتی ہیں؟ اور تھریس و ایشیائے کوچک کے چند ہزار یونانی باوجود اپنی عالیشان تجارتی کوٹھیوں کے اس ہمدردی اور انسانیت کی تڑپ کے کیوں مستحق ہو جاتے ہیں؟

بہرحال یہ حمایت اور مداخلت اب اس حد کو پہنچی ہے کہ ملک کے اصل مالک اور جائز حقدار غیروں کی غلامی و محکومی کے سزاوار ہو گئے ہیں کیونکہ یورپ کی ہمت افزائیوں اور یونان کے بے باکانہ ڈاکہ نے اقلیتوں کو اتنا جری اور ظالم کر دیا ہے کہ وہ اکثریتوں کو برباد کر کے اپنی اکثریت قائم کرنے کی سعی کر رہی ہیں، اب وہ لوگ جو انسانیت کا صحیح جذبہ رکھتے ہیں حق کی خاطر اٹھیں اور حق داروں سے انکا حق چھیننے کی جو کوششیں کیجا رہی ہیں ان کے خلاف جنگ کریں!

---

[1] ٹرکی اور تنظیمات ۱۲

ضرورت ہے کہ یورپ کی سیاست میں جذباتِ مذہبیت کی جگہ جذبات انسانیت کو جگہ دی جائے۔

جنگ کے زمانہ میں اتحادی باشندوں کے ساتھ ترکوں کا حسن سلوک

جنگ کے زمانہ میں دشمنی کے جذبہ نے ترکوں کو اتحادی باشندوں کے ساتھ حسن سلوک سے باز نہیں رکھا، تمام مغربی ممالک میں دشمن کی رعایا کو جلاوطن کیا جاتا ہے، قید یا نظربند کر دیا جاتا ہے۔ جائدادیں ضبط کر لیجاتی ہیں، مگر ٹرکی میں اتحادی سلطنتوں کی رعایا کو بالکل قبل جنگ کی طرح آزاد رہنے دیا گیا، بلکہ بہتوں نے جنگ کے زمانہ میں بڑے بڑے فائدے اٹھائے خصوصاً قسطنطنیہ اور سمرنا میں اجارہ تمباکو اور پبلک لون آفس میں۔ جتنے اتحادی باشندے ملازم تھے ان میں سے اکثر جنگ سے پہلے اپنے گھروں کو رخصت پر گئے ہوئے تھے اور جنگ کی وجہ سے وہیں رک گئے تھے، مگر جنگ کے بعد جب وہ واپس آئے تو اس زمانہ کی پوری تنخواہیں انکو دی گئیں، عثمانی حکومت نے جنگ سے پہلے اتحادی ممالک کے بنکوں سے جو ضمانتیں اور دستاویزیں کی تھیں ان کو برابر بحال رکھا اور ان کے مفاد کو نظر انداز نہیں کیا، جنگ کے زمانہ میں آٹومن امپیریل بینک اور تمباکو کا اجارہ برابر قائم رہا اور اس کے کام میں کوئی حرج نہیں پڑا، حالانکہ یہ دونوں نظام اتحادی ممالک سے متعلق تھے۔ مغربی ممالک میں دشمن کی زبان تک سے نفرت و عداوت پیدا ہو جاتی ہے حتی کہ زار نے سینٹ پیٹرسبرگ کا نام بدلکر پیٹروگراڈ کر دیا تھا کہ برگ جرمن زبان کا لفظ ہے، مگر ٹرکی کے مدارس میں فرنچ زبان بدستور لازمی ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ٹرکی ہی وہ ملک ہے جس نے دشمن کی فوجوں اور اس کے جنگی متعلقات کے سوا کسی دوسری چیز کو دشمن نہیں سمجھا،

خلاصہ یہ کہ :-

(۱) ٹرکی میں عیسائی اقلیتوں کو قانون اور برتاؤ کے لحاظ سے نہایت وسیع مراعات اور حقوق حاصل ہیں اور بعض اعتبارات سے وہ ترکوں پر بھی سبقت رکھتے ہیں، اس لئے انکی کوئی شکایت جائز اور حق شکایت نہیں ہے،

(۲) یورپ اقلیتوں کے حق میں جو حمایت کرتا ہے وہ قطعاً غیر منصفانہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ترکوں کو خود ان کے وطن میں مظلوم اور محکوم بنانا چاہتا ہے، حالانکہ ترکی قوم کے اس حق پر حملہ ہے جیسے مظلوم اقوام کو دلانے کے لئے کہا جاتا ہے کہ گذشتہ جنگ کی گئی تھی، اس لئے یورپ کو ان مداخلتوں سے باز آنا چاہئے ورنہ انکا نتیجہ ایک کو خوش کرکے ہزار کو برباد کرنے کے سوا اور کچھ نہ ہوگا،

(۳) غیر مسلم اقوام کو جو حقوق دلانے کے لئے ٹرکی کے اندرونی معاملات میں مداخلت کیجاتی ہے وہ حقوق پہلے ہی سے انکو اس وسعت کیساتھ حاصل ہیں کہ پریسیڈنٹ ولسن کے بارہویں اصول کی رو سے مقرر کئے ہوئے حقوق ان کے مقابلہ میں محدود ہیں، یہ حقوق صدیوں پہلے سلاطین نے مختلف غیر مسلم اقوام کو عطا کئے تھے، چنانچہ ارمنوں اور یونانیوں کے حقوق فتح قسطنطنیہ کے برابر عمر رکھتے ہیں، لہٰذا اب ان میں مزید وسعت کا مطالبہ کرنا کسی قانون اور کسی اصول کی بنا پر جائز نہیں،

(۴) ترک فطرۃً صلح جو اور صلح پسند ہیں، ان کے ملک میں جو کچھ برہمی واقع ہوئی ہے، اور جو ناگوار صورت حال پیدا ہے اسکی حقیقی وجہ یورپ کی مداخلتیں، حمایتیں اور بدامنی کے مادوں کی پرورش ہے جس قوم کا جتنا حق ہے اسپر اس کا قانع نہ ہونا اور اپنے حق سے کچھ زیادہ لینے کی سعی کرنا کشمکش اور تنازع کی پہلی بنیاد ہے پس جبتک یہ بنیاد قائم رہے گی اور اسپر عمارت قائم کرنے کی کوشش کیجاتی رہے گی اسوقت تک مشرق میں امن قائم ہونا محال ہے۔

(۵) دول عظمیٰ جو دنیا کی تنظیم جدید میں مصروف ہیں، یونانیوں، ارمنوں، سلافیوں، یہودیوں، اور دوسری اقلیتوں کو ابھارنے اور ان کے حقوق دلانے کی فکر کر رہی ہیں، مگر ان کو ترکی اقلیتوں کی کوئی پرواہ نہیں جو مختلف ریاستوں کے ماتحت تمام حقوق سے محروم ہیں، انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ان کو بھی دوسری اقلیتوں کی طرح ان کے جائز حقوق دلائے جائیں،

اعداد وشمار

ہم اس عنوان کے ماتحت چند اعداد وشمار درج کرتے ہیں جو ٹرکی میں مختلف اقوام کی نسبت کو ظاہر کرینگے، ہر قسم کے شبہ کی راہ مسدود کرنیکے لیے "ٹرکی ڈی ایشیا" (فرنچ) کو سند قرار دیا گیا ہے، جو موسیو وٹال کو ئینٹ مشہور فرنچ جغرافی نے لکھی ہے،

۱- یورپین ٹرکی

ولایت	ترک	فی صدی	یونانی	فی صدی	ارمن	فی صدی	کل
قسطنطنیہ	۷۸۰۰۰۰	۶۵	۱۰۸۰۰۰۰	۱۵	۶۵۰۰۰	۵	۱۲۰۲۶۸۱۴
مشرقی تھریس	۵۶۰۰۰۰	۶۶	۲۲۴۰۰۰	۲۶	۱۹۰۰۰	۲	۸۴۲۰۰۰
مغربی تھریس	۱۶۲۸۶۲	۵۹	۸۶۰۹۳۲	۳۱	۳۵۰۰	۱	۲۷۳۴۰۰
کل	۱۵۴۴۸۶۲	۶۴	۴۹۰۹۳۲	۲۰	۸۷۵۰۰	۳	۲۴۲۲۲۱۴

۲- ایشیائے کوچک

ولایت	ترک	فی صدی	یونانی	فی صدی	ارمن	فی صدی	کل
ازمیر (سمرنا)	۱۰۹۳۳۳۴	۴۸	۲۰۸۲۸۳	۱۵	۱۰۲۰۰	۷ر۰	۱۳۹۷۴۷۷
ادانہ	۲۳۰۰۵۰	۵۷	۴۰۷۰۰	۱۱	۹۷۴۵۰	۲۴	۴۰۳۰۳۹
حلب[1]	۳۰۵۴۹۱	۵۸	۲۳۵۴۰	۵	۲۷۹۹۹	۴	۵۱۷۵۴۳
انگورہ	۷۶۴۱۱۶	۸۵	۳۴۰۰۹	۳	۹۴۲۰۸	۱۰	۸۹۲۹۰۱
تبلیس[2]	۲۵۴۳۷۲	۶۲	۲۱۰	۵ر۰	۱۳۱۳۹۰	۳	۳۹۸۶۲۵
بروصہ	۱۲۹۶۳۹۳	۷۴	۲۳۰۷۱۱	۱۴	۸۸۹۸۱	۵	۱۶۲۶۶۸۹

[1] صرف ولایت حلب کے سالنامہ سے تعلق ہے [2] ترک اور کرد وملاکر

ولایت	ترک	٪	یونانی	٪	ارمن	٪	کل	٪
درہ دانیال	۱۰۶۵۸۳	۸۳	۱۶۴۱۳	۱۳	۲۱۸۲	۱	۱۲۹۴۳۸	
دیاربکر	۳۱۹۶۴۴	۶۷	۹۴۴۰	۱/۸	۷۹۱۲۹	۱۶	۴۷۱۴۶۲	
ارض روم	۵۰۰۷۱۸	۷۷	۳۷۲۵	۰/۵	۱۳۴۹۶۷	۲۰	۶۴۵۷۰۲	
ازمیت (ایتہ)	۱۳۰۸۳۰	۵۸	۴۰۷۹۵	۱۸	۴۸۶۵۴	۲۱	۲۲۲۷۶۰	
قسطامونی	۹۹۴۷۶۳	۹۷	۲۱۵۰۷	۲	۲۶۴۷	۱	۱۰۱۸۹۱۲	
قونیہ	۱۰۰۴۰۰۰	۹۳	۷۳۰۰۰	۶	۱۰۲۰۰	۱	۱۰۸۸۰۰۰	
معمورۃ العزیز	۳۵۰۴۹۵	۷۸	۶۵۰	۰/۱	۶۹۷۱۸	۱۲	۵۷۵۳۱۹	
موصل[1]	۲۶۴۲۸۰	۸۸	-	-	-	-	۳۰۰۲۸۰	
سیواس	۸۳۹۵۱۴	۷۷	۷۶۰۶۸	۷	۱۷۰۴۳۳	۱۵	۱۰۸۶۰۱۵	
طرابزون	۸۰۶۷۰۰	۷۷	۱۹۳۰۰۰	۱۸	۴۷۲۰۰	۴	۱۰۴۷۷۰۰	
وان	۲۴۱۰۰۰	۶۰	-	-	۷۹۹۹۸	۱۸	۴۰۰۰۰۰	
کل ایشیائی ٹرکی	۹۳۹۸۳۸۴	۷۶	۹۸۰۰۵۱	۸	۱۰۷۳۳۵۰	۸/۷	۱۲۲۵۱۲۴۶	
کل یورپین ٹرکی	۱۵۰۲۸۶۲	۶۴	۴۹۰۹۳۲	۲۰	۸۷۵۰۰	۳	۲۳۴۳۲۱۴	
جملہ	۱۰۹۰۱۳۴۶	۷۵	۱۴۷۰۹۸۳	۱۰	۱۱۶۰۸۵۰	۸	۱۴۵۹۴۴۶۳	

۳۔ ولایت سمرنا

صوبہ	ترک	٪	یونانی	٪	ارمن	یہودی	دیگر	کل
سمرنا	۲۷۳۷۹۵	۵۶	۱۳۰۹۵۷	۲۶	۱۰۰۴۵	۱۸۱۳۰	۵۵۰۲۰	۴۸۹۰۱۰
سروحان	۲۹۱۴۶۰	۸۴	۴۷۹۳۳	۱۳	۲۸۸۲	۱۹۳۹	۹۳۵	۳۴۵۰۴۹

[1] ترک اور کرد ملا کر۔

صوبہ	ترک	٪	یونانی	٪	ارمن	یہودی	دیگر	کل
آئیدین	۱۸۵۸۹۸	۹۰	۱۶۹۰۷	۷	۶۳۳	۲۰۲۴	۱۱۴	۲۰۵۹۷۷
منیسہ	۱۳۱۴۸۴	۹۲	۱۰۰۲۶	۷	۱۱۴	۴۲۳	۱۰۷	۱۴۲۱۵۴
نیزلی	۲۱۰۹۷۶	۹۸	۲۸۶۰	۰/۹	۴۳۰	—	—	۲۱۳۹۸۷
کل	۱۰۹۳۳۴	۷۹	۲۰۸۲۸۳	۱۴	۱۵۱۰۵	۲۲۵۱۶	۵۷۴۳۹	۱۳۷۷۴۷۷

۴۔ ولایت سمرنا کے خاص خاص شہر

شہر	ترک	٪	یونانی	٪	ارمن	یہودی	دیگر	کل
سمرنا	۹۶۲۸۰	۴۲	۵۷۰۰۰	۲۴	۷۶۲۸	۱۶۴۹۰	۵۱۳۴	۲۲۹۶۱۵
منیسہ	۲۱۰۰۰	۶۰	۱۰۰۰۰	۲۸	۲۰۰۰	۱۰۰۰	۶۰۰	۳۵۰۰۰
قصابہ	۱۹۰۰۰	۸۲	۱۵۰۰	۴	۱۰۰۰	۶۰۰	—	۲۳۰۰۰
قرق آغاج	۱۸۰۰۰	۹۰	۲۰۰۰	۱۰	—	—	—	۲۰۰۰۰
السشہر	۱۷۰۰۰	۷۷	۴۳۲۶	۱۸	—	۳۳۵	۳۳۵	۲۲۰۰۰
آئیدن	۲۶۰۰۰	۷۲	۸۵۰۰	۲۲	۲۳۰	۱۴۰۶	۱۱۴	۳۶۲۵۰
چنی	۱۰۳۰۶	۹۰	۶۷۳	۶/۰	۱	—	—	۱۱۰۰۰
نازلی	۱۹۵۸۵	۹۰	۱۷۰۰	۴	۲۷۴	۱۲۰	—	۲۱۶۷۹
موغلہ	۱۳۷۱۱	۸۶	۱۱۱۵	۶	۱۱۴	—	—	۱۵۰۰۰
میلاس	۲۶۳۲۰	۹۳	۱۹۳۰	۳	—	۳۱۱	۲۵	۲۸۵۸۶
تکری	۱۹۶۲۲	۸۲	۳۸۳۷	۱۳	—	۲۶	۳۷	۲۳۵۲۲
دنیزلی	۱۴۸۷۰	۸۷	۱۱۱۶	۶	۴۳۰	—	—	۱۶۹۱۷

سلہ ترک اور کرد ملا کر

۵ سمرنا کے ان ساحلی اضلاع کی آبادی جنمیں یونانی آبادی نسبتہً زیادہ ہے

ضلع	ترک	٪	یونانی	٪	ارمن	کل
ادین	۲۹ ۲۱۰	۸۵	۴۳۹۸	۱۱	۴۶۰	۳۴ ۳۶۸
ایواجیق	۱۶۸ ۰۶	۸۹	۱۷۶۸	۵	—	۱۸۵۷۵
اورامیت	۳۲۹۳۳	۸۴	۷۴۸۲	۱۴	—	۵۰۶۱۴
قمر	۱۵۷۴۹	۸۴	۳۰۶۲	۱۶	—	۱۸۸۱۱
ایوالیق	۹۸	۰/۴	۲۱۸۵۲	۹۴	۶	۲۳۱۷۲
برغامو	۲۳۷۳۵	۶۰	۳۴۱۶	۷	۱۵۰۰	۳۵۲۳۶
فوچه	۲۸۸۴	۱۶	۸۴۳۵	۶۶	۳۵۰	۱۲۰۱۹
منیمن	۲۰۳۰۹	۶۶	۷۷۷۹	۲۳	۵۰۸	۳۰۱۹۶
سمرنا	۹۶ ۲۵۰	۴۲	۵۷۰۰۰	۲۴	۷۶۲۸	۲۲۹ ۶۱۵
دورلا	۱۹۴۳۵	۷۳	۶۹۵۸	۲۳	—	۲۶ ۶۶۸
چشمہ	۲ ۰۰۰۰	۷۲	۸۴۱۶	۲۸	—	۲۸ ۰۵۷
صفری حصار	۲۱ ۰۰۰	۷۵	۷۵۰۰	۲۵	—	۲۸ ۸۴۰
قوج افہسی	۸۷۷۵	۵۳	۶۱۸۹	۴۰	۵۹	۱۵ ۳۹۳
سوقیہ	۱۴۹۸۷	۶۴	۸۲۵۸	۳۵	۵۹	۲۳ ۳۰۴
موغلہ	۴۱۵۷۲	۹۹	۱۱۱۵	۲	۱۱۴	۴۲ ۸۰۱
میلاس	۲۶۳۲۰	۹۳	۱۹۳۰	۳	—	۲۰۰ ۵۸۶
بودروم	۱۱۶۱۳	۷۸	۲۲۶۴	۱۴	—	۱۴ ۰۰۸
مرمریس	۱۲۲۲۸	۹۹ ½	۹۴۰	۱½	—	۱۲ ۸۶۸

ضلع	ترک	٪	یونانی	٪	ارمن	کل
قوجی غز	۲۰۱۲۹	۱۰۰	۶۴۰	-	-	۲۰۳۶۹
مکری	۱۹۶۲۲	۸۲	۳۸۳۷	۱۳	-	۲۳۵۲۲
کل	۴،۳۱۵۶	۶۶	۱۶۲۴۳۹	۲۲	۱۰۶۸۴	۷،۸۰۹۲

تمام ایشیائے کوچک میں صرف یہی اضلاع ہیں جن میں یونانی آبادی زیادہ ہے، مگر باوجود اس کے صرف دو مقام فوچہ اور ایوالیق ایسے ہیں جن میں یونانی آبادی ترکوں سے زیادہ ہے، باقی سب میں عظیم الشان ترکی اکثریت ہے،

۶ - ارمینیا

ارمینیا اگر کسی ایسے ملک کا نام ہے جس میں ارمن قوم کی اکثریت ہے، تو حقائق بتلاتے ہیں کہ یہ ملک کرۂ ارضی پر کوئی وجود نہیں رکھتا، عہدنامہ سیورس میں چھ ارمن ولایتوں کا لفظ استعمال کیا گیا ہے مگر یہ اصطلاح قطعاً غلط ہے ان ۶ ولایتوں کی جنکو "ارمن ولایتیں" کہا جاتا ہے آبادی حسب ذیل ہے

ولایت	ترک	٪	ارمن	٪	یونانی	کرد	نسطوری	کلدانی	کل
بتلیس	۲۵۷۸۶۲	۶۴	۱۳۱۳۹۰	۳۲	۲۱۰	-	-	۹۱۶۲	۳۹۸۲۶۵
دیاربکر	۳۲۷۶۴۴	۷۱	۷۹۱۲۷	۱۶	۹۴۴۰	۳۵۵۴۴	-	۱۷۷۰۶	۴۷۱۴۶۲
ارض روم	۵۰۰۷۸۲	۷۷	۱۳۴۹۶۷	۲۰	۳۷۲۵	-	-	۵۹۱۸	۶۴۵۷۰۲
سیواس	۸۳۹۵۱۴	۷۷	۱۷۰۴۳۲	۱۵	۷۶۰۶۸	-	-	۱۳۳۲	۱۰۸۶۱۵
خربوط	۴۴۹۹۵۶	۸۰	۶۹۷۴۸	۱۲	۶۵۰	۵۴۹۵۰	-	-	۵۷۵۳۱۴
وان	۲۴۶۰۰۰	۵۶	۷۹۹۹۰	۱۷	-	-	-	۹۲۰۰۰	۴۴۳۰۰۰
کل	۲۹۲۲۷۹۸	۷۲	۶۶۵۶۶۳	۱۸	۹۰۰۹۸	۹۴۲۶۴	۹۲۰۰۰	۴۰۳۲۰	۳۶۰۷۱۸

ولایات ستہ کے خاص خاص شہروں کی آبادیاں

شہر	ترک	٪	ارمن	٪	یونانی	کرد	دیگر	کل
اماسیہ	۲۰۰۰۰	۶۶	۱۰۰۰۰	۳۳	—	—	—	۳۰۰۰۰
عرب قیر	۶۴۰۰۰	۸۱	۱۹۶۷	۱۲	—	۴۲۱۸	-	۷۹۵۱۶
بیبورط	۴۶۸۱۲	۷۹	۱۵۷۹	۱۷	۵۸۹	—	۳۳۳	۵۸۳۱۳
تفلیس	۲۰۸۰۰	۵۲	۱۶۲۸۷	۴۲	۲۱۰	۱۸۰۰	—	۳۸۸۸۶
دیاربکر	۲۶۰۰۸	۵۹	۱۲۲۵۷	۲۷	۹۷	۳۸۲۳	۱۸۹۰	۴۴۷۱۰
اگیون	۴۸۷۴۲	۸۰	۷۵۶۱	۱۱	—	۴۶۱۶	—	۶۰۹۱۹
ارض روم	۲۶۵۶۴	۶۴	۹۴۳۵	۲۳	۴۸۴	—	۱۴۲۳	۳۸۹۰۶
ارزنجان	۱۵۰۰۰	۶۵	۷۵۰۰	۳۱	۲۰۰	—	۳۰۰	۲۳۰۰۰
خرپوط	۷۵۰۰۰	۶۹	۲۵۳۴۰	۲۳	۶۵۰	۸۰۰۰	—	۱۰۸۹۹۰
ملاطیہ	۲۲۴۸۰	۷۳	۳۱۲۰	۱۰	—	۴۳۰۰	—	۳۰۰۰۰
ماردین	۳۷۸۰۰	۶۴	۲۲۳۰	۳۲	۱۱۳۰	۶۴۴۴	۵۹۰	۵۷۲۷۴
موش	۲۲۳۸۲	۵۲	۱۲۹۲۱	۲۳	—	—	—	۴۲۰۰۵
پاد	۳۳۶۷۲	۷۳	۹۸۰۰	۲۰	—	۲۴۰۰	—	۴۵۸۵۲
سیواس	۳۲۵۰۴	۷۴	۹۰۸۹	۲۰	۱۵۲۹	—	—	۴۳۱۲۲
طوقات	۱۸۲۵۰	۶۲	۱۰۴۵۰	۳۴	۷۵۰	—	۴۰۰	۲۹۸۸۰
وان	۱۶۰۰۰	۵۳	۱۲۰۰۰	۴۰	—	—	۱۵۰۰	۳۰۰۰۰

اس سے معلوم ہوا ہے کہ ولایتیں جنکو "ارمن ولایتیں" کہا جاتا ہے نہ تو بحیثیت مجموعی کوئی ارمن اکثریت رکھتی ہیں اور نہ ان ولایتوں کے کسی شہر میں انکی آبادی اسقدر ہے کہ اس شہر کو ارمنی شہر کہا جاسکے، موسیو ڈال کو مینٹ سے زیادہ اہم حکومت فرانس کا سرکاری اعتراف ہے، چنانچہ فرانس

کی زرد کتاب میں ولایات ستہ میں ارمن آبادی کی نسبت اسطرح ظاہر کی گئی ہے،

سیواس	۱۷ فی صدی
ارض روم	۳۰ فیصدی
تبلیس	۳۳ فی صدی
خربوط (معمورۃ العزیز	۱۲ فی صدی
دیار بکر	۱۰ فی صدی
وان	۱۹ فی صدی

دوسری معنی میں حکومت فرانس سرکاری طور پر اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ جس علاقہ کو ارمینیا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس میں ارمن آبادی ½ سے زیادہ نہیں ہے۔

۷۔ سلیشیا

سلیشیا کے متعلق بھی دعوی کیا جاتا ہے کہ اسکا ایک حصہ خالص ارمنی ہے مگر جس علاقہ کا نام سلیشیا ہے اسکا کوئی حصہ ایسا نہیں جہاں ارمن آبادی کو فی اکثریت رکھتی ہو، ذیل میں ہم اسکے تفصیلی اعداد و شمار درج کرتے ہیں،

شہر	ترک	فیصدی	ارمن	فیصدی	عرب	فیصدی	کل
صوبہ ادانہ	۲۲۰۰۵۰	۵۰	۹۰۳۵۰	۲۴	۲۰۹۰۰	۵	۴۰۲۰۲۹
سنجق مراش	۱۲۶۲۶	۶۹	۴۳۱۳	۲	۳۱۰۹۰	۱۷	۱۷۹۸۵۳
سنجق اورفہ	۱۱۵۳۶۰	۸۰	۴۴۳۷	۳	۹۰۵۶	۶	۱۳۳۰۸۵
ضلع عینتاب	۴۰۰۸۵	۴۶	۴۰۴۶	۴	۳۰۵۰۰	۴۳	۸۶۹۰۸
ضلع کلیسا	۲۰۷۰۴	۲۴	۲۸۴۷	۳	۵۸۰۲۰	۶۹	۸۳۸۸۸
ضلع اسکندرون	۲۵۰۰	۱۰	۲۶۴۲	۱۱	۱۴۵۰۰	۶۸	۲۳۳۳۰
کل	۵۲۵۵۴۱	۵۹	۱۱۵۷۳۵	۱۳	۱۰۱۰۷۱	۱۸	۹۲۱۰۸۳

فہرست

دیباچہ	۱
تمہید	۲ ۶
ٹرکی میں حریت ضمیر	۷ ۹
ٹرکی میں عیسائی اقوام کے حقوق	
چند لمحات تاریخیہ	۱۰ ۱۲
۱۔ مذہبی حقوق	۱۲ ۱۳
۲۔ دستوری حقوق	۱۳ ۱۶
۳۔ ملکی و قانونی حقوق	۱۶ ۱۹
۴ سیاسی حقوق	۲۰ ۲۲
یورپ کی مداخلت اور حمایت	۲۲ ۲۵
جنگ کے زمانہ میں اتحادی باشندوں کے ساتھ ترکوں کا حسن سلوک	۲۵ ۲۷
اعداد و شمار	
۱۔ یورپین ٹرکی	۲۸
۲۔ ایشیائے کوچک	۲۸ ۲۹
۳ ولایت سمرنا	۲۹ ۳۰
۴۔ ولایت سمرنا کے خاص خاص شہر	۳۰
۵۔ سمرنا کے اردگرد ساحلی اضلاع کی آبادی جن میں یونانی آبادی نسبتہً زیادہ ہے۔	۳۱ ۳۲
۶۔ ارمینیا۔	۳۲ ۳۴
۷۔ سلیشیا۔	۳۴

سمرنا میں یونانی مظالم

ولایت سمرنا میں یونانیوں نے مسلمانوں پر جو ہولناک مظالم کئے ہیں انکے معتبر ترین ذرائع سے حاصل کئے ہوئے مفصل حالات اس کتاب میں درج ہیں. تقریباً ۴۰ رپورٹیں اور مراسلات ہیں، جو اتحادی افسروں، یورپین باشندوں، ترکی افسروں اور خود مظلوموں نے ٹرکی کی وزارت داخلہ اور یورپین اخبارات کو بھیجے تھے، اس رپورٹ کا ایک ایک لفظ اسقدر صحیح اور واقعیت پر مبنی ہے کہ ابتک کسی کو اسکی غلطی ثابت کرنیکی جرارت نہیں ہوئی،

اصل کتاب پر مستزاد یہ کہ مترجم کی جانب سے ایک ۳۵ صفحہ کا مقدمہ ہے جس میں سمرنا کے مسئلہ پر نہایت مفصل بحث کی گئی ہے، قیمت فی جلد عہ رخلافت کمیٹیوں سے ۱۲ر

حوادث سمرنا کے متعلق اتحادی کمیشن کی رپورٹ

یہ اس رپورٹ کا ترجمہ ہے جو اتحادیوں کے مقرر کردہ کمیشن نے سمرنا جاکر پوری غیر جانبدارانہ تحقیقات کے بعد پیش کی تھی اور جسکو بدنیوچہ شائع کرنے سے انکار کر دیا گیا تھا کہ اس سے سمرنا کے فیصلہ میں پیچیدگیاں پڑجائیں گی اس رپورٹ کے پڑھنے سے اول الذکر رپورٹ کے واقعات کی تصدیق ہوجاتی ہے، قیمت ۲ر خلافت کمیٹیوں سے ۶ پیسہ

خلافت عثمانیہ اور دنیائے اسلام

مولانا سید سلیمان ندوی نے معارف میں ایک طویل سلسلہ مضامین اس عنوان پر لکھا تھا جسمیں زبردست تاریخی شواہد سے بتلایا گیا ہے کہ دنیائے اسلام کو تباہی سے بچانے کے لئے ترکوں نے کسقدر عظیم الشان کوششیں اور قربانیاں کی ہیں یہ ان مضامین کا مجموعہ ہے اس مضمون پر یہ پہلا اور بہترین تاریخی رسالہ ہے قیمت آٹھ آنہ، خلافت کمیٹیوں سے چھ آنہ۔ ملنے کا پتہ

دارالاشاعت سیاسیات مشرقیہ دہلی

دارالاشاعت سیاست شرقیہ

دنیا سے اسلامی قوت کا فرخشہ مٹا دینے کے لیے یورپ کے مدبر آج سے نہیں، گو ظہور مہدی کی ابتدا سے منفقہ کوششیں کر رہے ہیں ایشیا، افریقہ اور یورپ میں جس قدر اسلامی سلطنتیں اور ریاستیں تھیں یکے بعد دیگرے وہ سب پامال ہو چکیں، اب لے دیکے ہندوستان کے شمال میں ایک پہاڑی سلطنت افغانستان اور خلیج فارس کے درمیان ایک کمزور سی حکومت اور ایشیائے کوچک میں دشمنوں سے گھری ہوئی ایک اسلامی قوت باقی ہے۔ سو ان کا انجام بھی امید و بیم کے درمیان ہے۔

مسلمانوں کی عظیم الشان قوت کا یہ حشر اس سیاست کی بدولت ہوا ہے جو مشرق کے متعلق یورپ نے اختیار کی ہے مگر ہماری اس سے زیادہ اور کیا بدبختی ہو سکتی ہے کہ ہم اپنی تباہی پر تو نالاں ہیں لیکن اس کی علت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ جو لوگ یورپین زبانیں جانتے ہیں۔ اور جنہیں سیاست شرقی سے کچھ لگاؤ ہے، وہ تو "مسئلہ شرقیہ" کی حقیقت جانتے ہیں ہو عام عہد "اور "سیاسیات شرقیہ" سے لوگ بے خبر ہیں، اور اردو زبان تو اس معاملہ میں بالکل ہی بے مایہ ہے۔

اس ضرورت کو محسوس کر کے دارالاشاعت سیاسیات شرقیہ" قائم کیا گیا ہے، جو "سیاسیات شرقیہ" پر ایسی کتابیں اردو میں شائع کرے گا، جو اپنی معلومات اور سلیقۂ تحریر و تصنیف کے لحاظ سے بلند پایہ اور اپنے موضوع کے لحاظ سے جامع و مانع ہونگی، پس دارالاشاعت ان حضرات کو جو سیاسیات شرقیہ سے شغف رکھتے ہیں، اور جنہوں نے وقت نظر سے اس کا مطالعہ کیا ہے، دعوت دیتا ہے کہ وہ اس طرف توجہ کریں دارالاشاعت ان کی تحریر یعنی (خواہ تصنیف ہو یا ترجمہ) لینے کے لیے ہر وقت تیار ہے، اور حق المحنت معقول صلہ بھی پیش کرے گا۔

جو حضرات سیاسیات شرقیہ سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ بہتر ہو کہ وہ دارالاشاعت کے رجسٹر میں اپنا نام درج کرا دیں تاکہ دارالاشاعت جو کتابیں شائع کرے، ان کے نام بھیجدے۔

ناظم دارالاشاعت سیاسیات شرقیہ